قل هل يستوي الذين يعلمون والذين لا يعلمون انما يتذكر اولوا الالباب

۷۸۶

چوں نص بالا دال است بر توقف تذکر و منہ التصوف بر حصول لب اعنی بہ العلم والتعرف پس برائے تکمیل ایں ضرورت رسالہ

۵۶۳

التکشف عن مہمات التصوف

کہ ہم ذریعۂ تکرم ست باین فن و تشرف و ہم مزیل خشونت است در تقشف

از افادات حکیم الامۃ حضرت مولانا اشرف علی صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ فی ظلہ عن

اللہف اللاسف

حسب فرمائش بندہ محمد عثمان غفر اللہ الرحمن مالک کتبخانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی

اطلاع کتبخانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی سے جملہ تصانیف حضرت حکیم الامۃ مجدد الملۃ مولانا مولوی شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہم العالی ملتی ہیں

معنی افضل دانستن شیخ خود را از ہمہ

ایکہ چون تو در زمانہ نیست کس ۔۔ اللہ اللہ خلق را فریاد رس

اس شعر میں اشارہ ہے کہ اپنے شیخ کو سب سے افضل جاننا چاہیئے اس کی تفسیر یہ ہے کہ یوں اعتقاد کرے اور یقین کے ساتھ سمجھے کہ زندہ بزرگوں میں میری تلاش و جستجو سے ان سے زیادہ مجھ کو نفع پہونچانے والا ملنے کی امید نہیں کذا قال مرشدی رہ اس تفسیر سے سب اشکالات مرتفع ہو گئے لیکن یہ لازم آیا کہ اولیائے سابقین سے اسکو افضل سمجھے نہ یہ سمجھے کہ معاصرین میں عند اللہ اس سے کوئی افضل نہیں کیونکہ یہ دونوں اعتقاد آیۂ وفوق کل ذی علم علیم کے مخالف ہونے کی وجہ سے باطل ہیں اور وجہ اعتقاد مذکور کے ضروری ہونے کی یہ ہے کہ بدون اس کے سمجھے ہوئے قلب کو یکسوئی نہیں ہوتی بلکہ ہر وقت ڈانواڈول رہتا ہے کہ شاید اور کسی جگہ سے زیادہ نفع پہونچے اور بدون یکسوئی کے کوئی ایسا کام نہیں بن سکتا جس میں پوری توجہ کی ضرورت ہو جیسا ذکر و شغل کا حال ہے۔

ممانعت مشایخ را از معاملہ کردن باطالبان فوق استعداد ایشان

چارپا را قدر طاقت بار نہ ۔۔ بر ضعیفان قدر قوت کار نہ
دانۂ ہر مرغ اندازۂ وی ست ۔۔ طعمۂ ہر مرغ انجیرے کے ست
طفل را گر نان دہی برجای شیر ۔۔ طفل مسکین را ازان نان مردہ گیر
چونکہ دندانہا برآرد بعد ازان ۔۔ ہم بخود گردد دلش جویائی نان
مرغ پر نارستہ چون پران شود ۔۔ لقمۂ ہر گربۂ دران شود
چون برآرد پر بپرد او بخود ۔۔ بے تکلف بے صفیر نیک و بد

(یہ سب مقولہ مولانا کا ہے بطور انتقال کے قصہ سے طرف تعلیم کے جیسا مولانا کا طریقہ مستمرہ ہے۔

ف ان تمثیلات کے ضمن میں مشایخ کے لیئے ایک دستور العمل تبلانا منظور ہے کہ طالبوں کو اُن کی استعداد سے زیادہ تعلیم کرنا یا کوئی معاملہ کرنا یا بلا کمال کے خلافت دینا نہ چاہیئے چنانچہ ایک تمثیل یہ ہے کہ) چارپایہ پر اس کی طاقت کے قدر بوجھ رکھنا چاہیئے اسی طرح ضعیفوں پر اُن کی قوت کے قدر کام ڈالنا چاہیئے۔ دوسری تمثیل یہ ہے کہ ہر مرغ کا دانہ اور خوراک اُسکے اندازہ کے موافق ہے بھلا ہر مرغ کی غذا انجیر کب ہو سکتی ہے۔ تیسری تمثیل یہ ہے کہ اگر لڑکے کو بجائے دودھ کے روٹی دینے لگو تو اس غریب کو اُس روٹی کی بدولت مردہ ہی سمجھ رکھو ہاں جب اُسکے دانت نکل آویں گے اُس کے بعد اُس کا دل خود روٹی کا خواہاں ہونے لگے گا۔ چوتھی تمثیل یہ ہے کہ جس پرندہ کے پر نہ جمے ہوں اگر وہ

اڑنا شروع کردے تو یقیناً بلیوں کا لقمہ بنے گا اور جب اس کے پر نکل آویں تو وہ خود بلا تکلف بلا احتیاج اس کے کہ کوئی آدمی ہلا پڑا؟ اسکو آواز دے اڑنے لگتا ہے (اسی طرح جب مبتدی کے ساتھ منتہی کا سا معاملہ کیا جاوے گا یا وہ خود مستقل بننا چاہے گا جیسا کہ تمثیل چہارم میں پرّاں شود سے اشارہ معلوم ہوتا ہے تو وہ ضرور تباہ و ہلاک ہو گا کیونکہ ابتدا میں اسکو ضرورت صحبت کی ہے جو بجائے شیر کے ہے البتہ جب اسکو بلا واسطہ فیض ہونے لگے اور مقام تمکین حاصل ہو جاوے جو بجائے دانت نکلنے کے ہے اسوقت ترک صحبت کا مضائقہ نہیں ورنہ پنجہ شیطان میں کہ مشابہ گربہ دراں کے ہے گرفتار ہوگا اور بوجہ ناتجربہ کاری عقبات سلوک کے خدا جانے کس جہالت و ضلالت میں مبتلا ہو جاویگا کذا قال مرشدی)۔

منع بدگمانی بر شیخ کامل بر قولے یا فعلے خلاف ظاہر

گر ابینم منتہم بود این — گر بگویم آسمان را من زمین

ف اس شعر میں اشارہ ہے کہ شیخ کامل جو جامع شریعت و طریقت و علم و عمل کا ہو اگر کوئی کام مرید کی فہم و قیاس سے خارج کرے یا کوئی کلام اس سے ایسا صادر ہو جاوے تو اسپر بدگمانی کرنا جائز نہیں بلکہ اپنی فہم کا قصور سمجھے کہ اسکے کنہ اور حقیقت تک نہیں پہونچی اور واقع میں وہ کام خلاف نہو گا البتہ مرید کو کسی خلاف شرع امر کا حکم کرے تو جب تک اسکا موافق شرع ہونا سمجھ میں نہ آجاوے اس پر عمل جائز نہیں حدیث میں ہے لاطاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق لیکن اسکی خدمت میں انکار یا گستاخی یا اعتراض سے پیش نہ آوے بلکہ باادب عذر کردے اور اس کی کنہ دریافت کرنے کے لیئے عرض کرے بعد اطمینان عمل کرے۔

مراقبہ توحید و مشورہ متاخرین درین باب

ما چو نائیم و نوا در ما ز تست — ما چو کوہیم و صدا در ما ز تست

ف مقصود مولانا کا مراقبہ توحید کی تعلیم ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اپنے اور تمام مخلوقات کے جمیع افعال و حرکات و سکنات و تغیرات میں حق جل و علا شانہ کے موثر و خالق ہونے کا ہر وقت استحضار رکھے اور ہر چند یہ امر داخل عقائد ہے مگر اعتقاد میں تصدیق اجمالی کافی ہے اور ہر مراقبہ میں استحضار اور ہر ہر جزو پر تفصیلی توجہ زائد ہے کیفیت اضمحلال خلق کی اسی کی بدولت پیدا ہوتی ہے اور شعب توحید سے یہ ایک شعبہ ہے مگر محققان حال نے مطلقاً اہل زمانہ کو مراقبہ توحید سے منع فرما دیا ہے کیونکہ مسئلہ نازک ہے اور فہم ناقص اس لیئے لغزش کا اندیشہ ہے کذا قال مرشدی رح اور یہ احقر عرض کرتا ہے کہ علاوہ نقصان